حامل ہیں۔

ہمارے اس داخلی انتشار نے عالمی طاقتوں کو بھی یہاں کھل کھیلنے کا خوب موقع فراہم کیا۔ گزشتہ دنوں آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ "عالمی طاقتیں پاکستان کی تشکیل نو چاہتی ہیں"

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ امریکہ ہمارے جغرافیہ، مذہب، سیاست، ثقافت، تعلیم اور نظام حکومت غرض ہر شے کو اپنے نظام کے تابع کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ نصف سے زائد کام مکمل کر چکا ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ امریکہ کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے زیادہ محنت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسے ہمارے ہاں سے ہی وافر تعداد میں "میر جعفر" مل جاتے ہیں۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کو ہی لیجئے جس نے گلگت اور دیگر شمالی علاقہ جات کو ایک علیحدہ انتظامی یونٹ بنانے کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ لوگ ایک عرصہ سے اس حساس علاقے پر اپنے ہم مسلک ایک ہمسایہ ملک کے اشارے پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور اس علاقے میں ایک اور شیعہ ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ایران، افغانستان میں اور نئی شیعہ ریاست پاکستان میں آسانی کے ساتھ مداخلت کر سکے۔ اور ایرانی انقلاب برآمد کیا جاسکے۔ اس کے لئے انہیں امریکہ کا سہارا لینا پڑا تو قطعاً دریغ نہ کریں گے۔ کیونکہ ان عناصر کا ماضی اس پر خود شاہد عدل ہے۔

دوسری طرف پیپلز پارٹی کی شریک چیئرپرسن بے نظیر زرداری نے "نئے عمرانی معاہدے" (NEW SOCIAL CONTRACT) کا راگ الاپا ہے۔ اور وہ اس سلسلہ میں اپنے والد کے دیئے ہوئے آئین ۱۹۷۳ء کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔ اقتدار کی سیج کتنی بری شے ہے کہ جس آئین کے تحفظ کے لئے گیارہ برس لڑتی رہیں اب اسی کو ختم کرانے کی سعی میں مصروف ہیں۔ اس طرح سیاسی حوالے سے بھی امریکہ کو اطمینان حاصل ہے۔ جن لوگوں کی زبانیں یہ کہتی نہ تھکتی تھیں کہ "بری سے بری جمہوریت فوجی حکومت سے بہتر ہے" سب کے سب فوج کے حق میں رطب اللسان ہیں اب ہم انہی کی زبان سے سن رہے ہیں کہ باہمی اتفاق سے حکومت میں فوج کا مستقل سیاسی کردار متعین ہونا چاہیئے" پگاڑو لیگ فنکشنل ہو گئی ہے، جونیجو "اپنی لیگ" پر سوار ہیں اور سوار رہنے پر بضد ہیں، جماعت اسلامی کراچی میں اپنی ہی حریف ایم کیو ایم کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں مصروف ہے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان کی اے۔ پی۔ سی کا حال "سو جتنی نہ فروختنی" کے مصداق ہے۔

حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اقتدار چھن جانے کے خوف سے کم سے کم وقت میں سب کچھ سمیٹنے میں مصروف ہیں۔ انہیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ ملک کا کیا بنے گا اور قوم پر کیا بیتے گی؟

غرض داخلی و خارجی ہر سطح پر پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ پاکستان ہماری روح اور جسم ہے۔ ظاہر ہے اس کو تکلیف پہنچے گی تو ہم بھی درد محسوس کریں گے۔ جشن آزادی منانے کی بجائے ہمیں آزادی کی قدر کرتے ہوئے وطن عزیز کی بقاء و استحکام کی راہیں سوچنی چاہئیں۔ حکمران ہوش کے ناخن لیں، سیاست دان خوف خدا کریں اور علماء میدان میں نکل کر اپنا فرض اداء کریں۔ ایک دوسرے کے انتظار میں بیٹھے رہنا بھی قومی جرم ہے "غار میں کوئی نہیں چھپا ہوا جس کے ظہور کے آپ منتظر ہیں"۔ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ حب الوطنی کا ثبوت دیتے ہوئے بلا تمیز ہر دین دشمن اور وطن دشمن کا سر کچل دیں۔ تب جا کے کہیں آزادی کا سفر مکمل ہوگا۔

مولانا محمد عبداللہ بھکر

مرشدی مربی حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری رحمہ اللہ

مرشدی و مربی حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُر ملال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پُر ہونا ممکن نہیں۔ آپ مُرشدِ احرار حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ قدس سرہ کے صحیح جانشین تھے۔ آپ کی دُعائیں ہمیشہ ہمارے شاملِ حال رہیں، آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہٗ اب آپ کے جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور ان کے دم قدم سے حضرت اقدس رحمہ اللہ کی خانقاہ کو دائم آباد رکھے (آمین) ذیل میں معاصرِ عزیز "مناقب" کے شکریے کے ساتھ مولانا محمد عبداللہ (بھکر) کی تحریر ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

ہمارے مُرشد و مربی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوری ۲ جون کو دنیا سے سفر فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت اقدس قدس اللہ سرہ العزیز نے ۱۹۰۵ء میں گمتھلہ راؤ ضلع کرنال کے معروف راجپوت گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ آپ کے والد گرامی چودھری تصدق حسین خاں علاقہ کے بڑے زمیندار اور ذیلدار تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ نے اپنے گاؤں گمتھلہ میں قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ کیا تھا پھر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب آپ کو رائے پور لے آئے۔ خانقاہ کے پاکیزہ ماحول میں آپ کا بچپن گزرا۔ یہیں قرآن مجید مکمل کیا اور ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔ خود ہی منزل سنا کرتے اور پاس بٹھا کر سبق یاد کرایا کرتے تھے۔ خانقاہ رائے پور کو اللہ تعالیٰ نے خاص عظمت اور مرکزیت عطا فرمائی تھی۔ علما اور صلحا کا مرجع تھی۔ انگریزوں کے خلاف حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کی تحریک عروج پر تھی۔ حضرت شیخ الہند اکثر رائے پور تشریف لایا کرتے تھے اور حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سے تنہائی میں مشورے ہوتے تھے۔ جب حضرت شیخ الہند نے مولانا عبیداللہ سندھیؒ کو کابل بھیجا اور ترکی حکمرانوں سے انگریزوں کے خلاف تعاون حاصل کرنے کے لئے خود حجاز مقدس تشریف لے گئے تو ہندوستان میں تحریک کی قیادت حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کے سپرد فرمائی تھی اور تحریک کے ذمہ دار اور رازدار لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کی راہنمائی اور سرپرستی میں کام کریں۔ حضرت مولانا شاہ

عبدالعزیز صاحب نے یہ تمام مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اور ان اکابرِ امت علماء اور مجاہدینِ آزادی کی زیارت و ملاقات سے سرفراز ہوا کرتے تھے۔ اس بابرکت اور سراپائے اخلاص جماعت کی عقیدت و محبت اللہ تعالےٰ نے آپ کے دل میں اسی دور میں بھر دی تھی۔

درس گاہ رائے پور کا نصاب تعلیم پڑھ لینے کے بعد آپ کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخل کرایا گیا۔ اِس مدرسہ کے شیخ الحدیث اور روحِ رواں حضرت فخر المحدثین مولانا خلیل احمد صاحب تھے جو حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کے پیر بھائی تھے۔ حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کے خلفاء بہت تھے لیکن ان میں حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہم اللہ کی حیثیت نمایاں اور نرالی تھی۔ ان تینوں بزرگوں کو آپس میں بڑی محبت اور اختصاص تھا۔ اس تعلق کی وجہ سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے مولانا عبدالعزیز صاحب کو ہمیشہ اپنی اولاد کی طرح عزیز سمجھا اور ان کی تعلیم و تربیت کا پورا خیال رکھا۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کو اللہ تعالےٰ نے حافظہ اور ذہانت کی نعمتوں کے ساتھ علم کا شوق بھی عطا فرمایا تھا۔ اسباق میں پابندی سے شامل ہوتے اور اہم کتابوں کے اسباق میں اساتذہ کی تقاریر پوری کی پوری قلم بند فرمایا کرتے تھے۔ درس نظامی کے تمام درجات میں آپ کی تعلیمی پوزیشن نمایاں اور امتیازی رہی۔ آپ ابھی پڑھ رہے تھے کہ ۱۹۱۹ء میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کا وصال ہو گیا اور ان کی جگہ خانقاہ رائے پور کی مسند پر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رونق افروز اور زینت افزا ہوئے۔ آپ نے بھی اپنے آپ کو مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے حوالے کر دیا اور انھیں اپنے عظیم نانا کی طرح اپنا شیخ اور مربی ٹھہرایا۔ ۱۹۲۴ء میں دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ ہوئے تو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے آپ کے متعلق حضرت شاہ عبدالقادر صاحب سے فرمایا کہ " مولوی عبدالعزیز صاحب ذہین آدمی ہیں اور علمی استعداد بھی بلند ہے۔ انھیں مظاہر العلوم میں تدریس پر لگا دیا جائے "۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ " ضروری نہیں کہ تدریس میں لگ جانے کے بعد یہ اِدھر لوٹیں۔ ہم تو انھیں ادھر ہی (تصوف و تزکیۂ باطن پر) لگائیں گے "۔

آپ نے گھر کا آرام و راحت ترک کر کے خانقاہ رائے پور کی درویشی اختیار کی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر اللہ تعالےٰ کی یاد میں مشغول ہو گئے۔ ہمت اور مستعدی سے سلوک کی منازل طے کرنے لگے۔ حضرت کو بھی آپ پر انتہا درجے شفقت تھی، آپ کو بھائی صاحب کے لفظ سے یاد فرماتے اور سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ... کر ... ا... خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۹۴۷ء تک آپ کا زیادہ

وقت رائے پور میں گزرا۔ ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں آپ حضرت کی اجازت سے اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان تشریف لائے اور سرگودھا شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ ہندوستان سے ہجرت کرکے یہاں آنے والے لوگوں کو شروع میں جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ان کو وہی لوگ جانتے ہیں جو اس ابتلاء سے گزرے ہیں۔ خاص طور پر زمیندار لوگ زیادہ پریشانیوں کا شکار ہوئے۔ ہندوستان سے کلیموں کا آنا اور یہاں اُن پر جائیداد کا حصول بڑا کٹھن مسئلہ تھا۔ دفاتر اور عدالتوں کی خاک چھاننا پڑتی تھی۔ آپ بھی زمیندار تھے۔ آپ کو بھی ان حوصلہ شکن مراحل سے گزرنا پڑا۔ کنبہ کے اخراجات پورے کرنے کیلئے کچھ عرصہ آپ کو اجناس کا کاروبار بھی کرنا پڑا۔ ان صبر آزما حالات میں بھی آپ کی عبادت اور ذکر و تلاوت وغیرہ معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ نصف شب کے بعد اٹھ کھڑے ہوتے اور صبح تک نوافل اور ذکر و دُعاء میں مشغول رہتے۔ نماز کے بعد اشراق تک مُصلے پر رہتے پھر کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر دکان پر تشریف لے جاتے۔ دفتر یا عدالت کا کام ہوتا تو اس کی ذمہ داری بھی پوری فرماتے۔ ظہر سے عصر تک الگ تھلگ بیٹھ کر تلاوتِ کلام پاک فرماتے۔ مغرب کے بعد بھی زیادہ وقت نوافل میں گزرتا تھا۔ نماز باجماعت کا پورا اہتمام تھا۔ تکبیر اولیٰ میں بھی فرق نہ آتا تھا۔ ہر وقت اللہ سے لو لگائے رکھتے۔ پاکستان آنے کے بعد آپ کے لئے حضرت اقدس وہاں فکرمند رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی رہائش کی مشکلات سن کر پاکستان تشریف لائے تھے اور کئی روز آپ کے ہاں سرگودھا میں قیام فرمایا تھا۔ حضرت کی دُعا اور برکت سے اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل دور فرمادی۔ حضرت کا جب بھی پاکستان کا سفر ہوتا آپ کے ہاں کچھ دن ضرور قیام فرماتے تھے۔ آپ بھی پاکستان کے سفر میں حضرت کی خدمت میں زیادہ وقت رہنے کی کوشش فرماتے تھے اور وقتاً فوقتاً رائے پور بھی تشریف لے جاتے تھے۔ رمضان شریف حضرت کی خدمت میں گزارنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت کو آپ کی علمی و روحانی استعداد پر اعتماد تھا۔ سرگودھا کے قریب کے متوسلین کو آپ کی خدمت میں حاضری کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کی آپ پر شفقت وعنایت اور غایت درجہ توجہ دیکھ کر بصیرت والے لوگ سمجھ جاتے تھے کہ آپ کو اپنے بزرگوں کی امانت سنبھالنے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ آخر وہ وقت آیا کہ حضرت نے ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء میں آپ کی جانشینی کا فیصلہ فرمادیا۔ اسی سال اگست میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے دنیا سے سفر فرمایا اور آپ جانشین ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر عطا فرمائی تھی۔ بعض خوش نصیبوں نے آپ کے ساتھ چند دن نمازیں پڑھیں اور نمازوں کی حلاوت نصیب ہونے لگی۔ بعض لوگ آپ کی خدمت میں چند منٹ بیٹھے اور ہفتوں تک نمازوں میں استحضار اور لذت محسوس کرتے رہے۔ ایسے بھی لوگ ملیں گے جن کی زندگیاں چند منٹ کی حاضری نے بدل گئیں۔ کتنے لوگ آپ کے فیضانِ صحبت اور تاثیر تربیت سے ملکۂ یادداشت اور باطنی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ آپ ہمیشہ دینی کام کرنے والے